سہ سلام

خدائے سخن، خلاق معانی نواب مولانا سید مہدی حسین ماہرؔ اجتہادی

اہل گنہ یہ قبر میں تڑپے فشار سے
آخر کچھ استخواں نکل آئے مزار سے

روشن تھا، چشم قاسمؑ گردوں وقار سے
بجلی گرے گی سُرمۂ دنبالہ دار سے

کیوں کر دبے وہ امتِ بدعت شعار سے
پیری میں جو جھکا نہ امامت کے بار سے

پائی نبیؐ نے حق سے، علیؑ نے نبیؐ سے تیغ
یوں مرتضیٰؑ کا ہاتھ ملا کردگار سے

کیسی اُڑی تھی خاک دم قتل شاہِ دیں
آنکھوں پہ پردے پڑ گئے تھے جس غبار سے

پَرتو ہر ایک تیغ میں تھا تیغ شاہ کا
تلواریں لاکھ چلتی تھیں اک ذوالفقار سے

بسمل کی ہچکیوں کی نہ تھی ہر طرف صدا
رن باتیں کررہا تھا کسی شہسوار سے

کہتی تھی یہ نبردِ جوانانۂ حبیب
بالوں پہ آگئی ہے سفیدی غبار سے

یوں نعرۂ حسینؑ سے مملو تھا دشت جنگ
بن جیسے گونجتا ہے اسد کی ڈکار سے

جھنکار کی صدا نہ تھی میدان جنگ میں
تلواریں مانگتی تھیں اماں ذوالفقار سے

پہنچے خدا کے ہاتھ کو کیوں کر کسی کا ہاتھ
سب قد میں کم ہیں دوش نبیؐ کے سوار سے

خیمے کو پچھلے پاؤں گیا ذوالجناح بھی
پھیرا نہ تھا جو شاہ نے منھ کارزار سے

اس وقت کھل گیا کہ خداداد تھی وہ تیغ
سایہ بھی جب دو نیم ہوا ذوالفقار سے

ماہرؔ ہوائے گیسوئے شبیرؑ جب بڑھی
نافے بہ رنگ و بو نکل آئے تتار سے

❀❀❀

سختیاں ایسی تھیں قید عابدؑ دلگیر میں
جا کے نالہ پھر نہ آیا خانۂ زنجیر میں

تھی عجب تاثیر ضعف عابدؑ دلگیر میں
آج تک حلقے پڑے ہیں دیدۂ زنجیر میں

گنبد افلاک سے گزری ہماری آہِ دل
کس ستم کا توڑ تھا یا رب ہوائے تیر میں

شیب میں ہوتا نہ انساں کو جوانی کا جو غم
آہ کی صورت نہ ہوتی پھر عصائے پیر میں

وہ زمانہ اور تھا قبضے میں تھا جب ملک و مال
اب ہے جز دو گز زمیں کیا ملک عالمگیر میں

جان ڈالے قالب بے جاں میں گر قدرت تری — رنگ دوڑے خون بن کر پیکر تصویر میں

روشنئ شمع بزم غم ہے یا رنگ بہار — پھول ہے منقار میں بلبل کے، گل گلگیر میں

شکل کھنچوا کر ہوا بدشکل نادم اس قدر — روغن تازہ پسینہ بن گیا تصویر میں

کیا خیال ابروو مژگان شہ میں چین لوں — ہے کماں میں جان، دل اٹکا ہوا ہے تیر میں

فیض رحمت نے کیا ماہرؔ عذاب ان پر حرام — تھے جو داخل مجرمانِ واجب التعذیر میں

❀❀❀

زبان تیغ کا شبیرؑ سے خطاب ہے یہ — حسینؑ پیاس بہت ہے تو آ کہ آب ہے یہ

تپش سے قلب کی پیاسوں کو اضطراب ہے یہ — ہر ایک تیغ کو سمجھے کہ موج آب ہے یہ

لگائے چھاتی سے کیوں کر پھروں نہ داغ جگر — زمیں پہ مہرِ جہاں تاب کا جواب ہے یہ

دلہن یہ لاش سے کہتی تھی کیوں نہ ہوں نادم — اٹھایا منہ کو نہ گھونگھٹ سے کیوں حجاب ہے یہ

گنہ سے لوٹ ہے پیری میں بھی تجھے غافل — سیاہ کاریاں تیری ہیں یا خضاب ہے یہ

الگ الگ دل نازک سے اے ہوائے جہاں — زبان موج سے سنتا ہوں میں حباب ہے یہ

رخ حسینؑ کی پھیلی تھی ضو یہ صحرا میں — چمک کے کہتے تھے ذرے کہ آفتاب ہے یہ

سوال آب پہ حضرت کے روتے ہیں قاتل — حسینؑ کہتے ہیں کس بات کا جواب ہے یہ

علیؑ کے بادۂ اُلفت سے مست رہتا ہوں — بھری ہے دل کے جو شیشے میں وہ شراب ہے یہ

کمئ تشنگئ شہ کی کون سی صورت — نہیں ہیں اشک بھی آنکھوں میں قحط آب ہے یہ

قضا یہ کہتی تھی مقتل میں دیکھ کر رُخ شہ — غروب دن سے جو ہوگا وہ آفتاب ہے یہ

سوال آب میں بھی شاہ دیں اُلجھتے ہیں — زباں کو پیاس کی شدت سے پیچ و تاب ہے یہ

زبان موج سے آتی ہے آج تک یہ صدا — نہ پہنچا جو لب شبیرؑ تک وہ آب ہے یہ

کیا سوال جو پانی کا شہ نے لشکر سے — لگا کے تیر کہا شمر نے جواب ہے یہ

لٹا کے قبر میں اصغرؑ کو شاہ دیں نے کہا — زمیں امانت فرزند بوترابؑ ہے یہ

محیط دہر میں اے موج غم نہ چھیڑ مجھے — نفس نہیں ہے ہوائے تہہ حباب ہے یہ

کب آئیں ہیں دل غمگیں سے اشک آنکھوں میں — رواں تھا تحت سے جو فوق کو وہ آب ہے یہ

غم حسینؑ و حسنؑ میں رواں ہیں کب آنسو — دو آتشہ جسے کہتے ہیں وہ گلاب ہے یہ

حسینؑ لڑتے ہیں خیمے سے دیکھتے ہیں حرم — نگاہ یاس کی ہے یا ہر اک طناب ہے یہ

❀❀❀